فتح الباری اور عمدۃ القاری کا تقابل و امتیازات

(A Comparative Study of Books "Fath al-Bari and Umdah al-Qari)

محمد عبد اللہ*

Fath al-Bari Sharh al-Sahih al-Bukhari is multi-volume commentary on hadith book "al-Jamy al-Sahih" written by Ibn Hajar al-Asqalani. This is considered his magnum opus. It was completed by the author in twenty-five years. Umdah al-Qari Sharh al-Sahih al-Bukhari is also voluminous and commendable work of Badr al-Ayni who was one of eminent scholars of Hanafi School. Both scholarly works appeared in same era. Both explanations are remarkable in their method, inference, reasoning and impact upon many books of same field. The article provides comparative information about method of interpretation of narrations, mode of accepting and rejecting, style of analysis and appraisal, way of supporting his own juristic school of both interpreters. The article also gives handsome knowledge about distinctive and salient feature and attributes of both.

احادیث نبویہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا نہایت مستند اور معتمد ذریعہ ہے، مسلمانوں کو اپنے پیغمبر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر محبت ہے، دیگر امتوں میں اس کی مثال نہیں ملتی، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی حفاظت میں بہت زیادہ کوششیں کیں، آج اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل شخصیت کا جائزہ لینا چاہے تو اس کے لیے یہ ذخیرہ احادیث کافی ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کے غیر معمولی تعلق کی وجہ سے مسلمانوں نے علم حدیث کی حفاظت کے لیے مختلف جہات سے کام کیا، تدوین حدیث، نقل واشاعت، جمع وترتیب، ضبط واتقان اور ان تمام علوم پر توجہ دی جن کا کسی نہ کسی درجہ میں علم حدیث سے تعلق تھا۔

یہ محض اتفاقی امر نہیں بلکہ قدرت الٰہی کا معجزہ ہے، جو کہ ظاہر بین اور مادہ پرست انسانوں کے لیے ایک بڑا سبق ہے، اور یہ روشن دلیل ہے کہ یہ رسالت آخری ہے، اور اس شریعت کے قیامت تک بقا اور دوام کا فیصلہ ہے۔ یہی غیبی انتظام اس امت کے لیے علم حدیث کی حفاظت اور مسائل کے استنباط واستخراج اور تمام علوم اسلامیہ اور اس کے متعلقات کی تدوین اور تالیف وتصنیف اور قیام مدارس کا ذریعہ بنا، تمام بلاد اسلامیہ جہاں جہاں مسلمان فاتحین ومجاہدین، صوفیاء ومبلغین، اساتذہ ومدرسین، فقہاء

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، سرگودھا یونیورسٹی، لاہور کیمپس، لاہور۔

و محدثین کے قدم پہنچے وہ اپنے ساتھ اپنے قرآن اور علم حدیث اور دیگر علوم کو لے گئے اور ان کی نشر و اشاعت کی، اس کی مستقل تاریخ ہے کہ ہر دور میں اس علم کی حفاظت کے لیے کن رجال کار نے کس نہج پر کام کیا، جس کی تفصیلات کے لیے اہل علم حضرات نے اس پر مستقل تالیفات کی ہیں۔

انہی کاوشوں میں سے ایک کاوش امام بخاری رحمہ اللہ کی جامع صحیح بخاری بھی ہے، اس کی خصوصیات کے لیے کافی وقت درکار ہے، اس پر بہت سے اہل علم حضرات نے محنتیں کیں، اور مختلف جہات سے اس پر کام ہوا، انہیں میں سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری اور علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری کے نام سے اس کتاب کی شروحات لکھیں، جس میں ہر مؤلف کا اپنا اسلوب ہے، جو اس کو دوسرے سے ممتاز کرتا ہے۔

تعارف فتح الباری شرح صحیح البخاری

حافظ ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح صحیح بخاری بہترین شروحات میں شمار کی جاتی ہے، اس کے تعارف کے لئے سب سے پہلے اس کے مؤلف حافظ ابن حجر عسقلانی کا تعارف ذکر کیا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کے مختصر احوال و آثار

آپ کا نام احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی المصری الشافعی ہے، آپ کا لقب شہاب الدین اور کنیت ابو الفضل ہے یہ کنیت آپ کے والد محترم نے رکھی تھی، جبکہ علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ مکہ کے قاضی ابو الفضل محمد بن احمد سے تشبیہ دیتے ہوئے آپ کی کنیت رکھی گئی تھی، (۱) حافظ سے مراد ابو الفضل شہاب الدین المعروف ابن حجر ہی ہوتا ہے، آپ مصر میں ۱۳ شعبان المعظم ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد رجب ۷۷۷ھ میں انتقال فرما گئے۔ (۲) آپ کا حافظہ بہت عمدہ تھا، آپ نے سورہ مریم ایک ہی دن میں یاد کرلی، آپ نے پہلا حج ۷۸۴ھ کے اواخر میں کیا، اور آئندہ سال مکہ ہی میں قیام فرمایا اور وہاں شیخ عفیف شادری سے پہلی مرتبہ بخاری شریف سماعت کی، یہ آپ کے سب سے پہلے شیخ تھے جن سے آپ نے حدیث سنی، اس کے بعد آپ نے ۷۸۵ھ میں مسجد الحرام میں تراویح پڑھائی، اور آئندہ سال سے آپ نے حدیث کی طلب میں بہت سے شیوخ سے استفادہ کیا، بہت سے حج بھی کئے، آپ نے بہت سے فنون میں مہارت حاصل کی، آپ کے

اساتذہ کو آپ پر بہت اعتماد ہوا، شیخ الاسلام سراج الدین ابو حفص عمر بن رسلان البلقینی نے آپ کو سب سے پہلے فتویٰ دینے کی اجازت دی۔(۳)

اہم شیوخ

آپ کے اہم شیوخ میں جن شخصیات کے اسماء گرامی آتے ہیں وہ یہ ہیں:

ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد التنوخی الدمشقی

سراج الدین ابو حفص عمر بن رسلان الکنانی البلقینی الشافعی

عمر بن علی بن احمد الانصاری الاندلسی سراج الدین ابن الملقن

ابراہیم بن موسی بن ایوب الابناسی الشافعی برہان الدین ابو محمد

محمد بن ابو بکر بن عبدالعزیز ابن جماعۃ الشافعی

محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم ابو طاہر الفیروزآبادی اللغوی الشافعی الشیرازی

محمد بن محمد بن علی الغماری المصری المالکی شمس الدین

عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمن العراقی الکردی زین الدین

علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی، نورالدین ابوالحسن الشافعی(4)

اہم تلامذہ

آپ کے بہت سے تلامذہ ہیں ان میں سے چند مشہور کا اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ محمد بن عبدالرحمن بن محمد شمس الدین السخاوی

۲۔ برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی الشافعی

۳۔ زین الدین زکریا بن محمد ابو یحییٰ الشافعی

۴۔ محمد بن محمد بن عبداللہ ابوالخیر الزبیدی الخیضری(5)

اہم مناصب

آپ کے والد محترم تاجر تھے انہوں نے بہت سے مال وغیرہ چھوڑا، اور والدہ بھی مالدار تھیں، اس لحاظ سے حافظ ابن حجر کو مالی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑا، والدین کی طرف سے اتنا کچھ مل گیا جس نے معاش

کے فکر سے مستغنی کر دیا، البتہ جن مناصب پر حافظ ابن حجر اپنے علم وفضل کی وجہ سے فائز رہے اور فرائض انجام دیئے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ آپ املاء کی مجلس منعقد کرتے اور اس میں بہت سے محدثین واہل علم کے کہنے پر ان کے بہت سے دروس وتصانیف وغیرہ کی املاء کرتے تھے۔

۲۔ دوسرا اہم کام آپ تدریس فرماتے تھے، جس میں تفسیر، حدیث اور فقہ کی تدریس بہت فرمائی۔

۳۔ آپ کے اہم کاموں میں افتاء بھی شامل رہا، آپ نے کافی عرصہ تک یہ فریضہ بھی انجام دیا۔

۴۔ آپ لوگوں کے تنازعات کا فیصلہ بھی کرتے تھے، آپ کو مختلف اوقات میں تقریباً چھ مرتبہ قاضی کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔(6)

تالیفات

آپ کثیر التالیف تھے مفتی تقی عثمانی صاحب درس بخاری میں فرماتے ہیں کہ علامہ زاہد الکوثری فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر سریع الکتابۃ تھے، ان کی کتابت ایک نہج پر نہیں ہوتی تھی، ان کی تحریر پڑھنے کے لئے ممارست ضروری تھی، آپ اکثر تبییض کے بعد پھر اس کی تسوید کر دیتے تھے، جس وجہ سے ان کی مؤلفات کی نسخے کمی، زیادتی اور تبدیلی سے دوچار ہوتے رہے۔ آپ کی مشہور تالیف میں فتح الباری شرح البخاری ہے، اس پر آئندہ سطور میں ان شاء اللہ بحث ہوگی، چند اہم تالیفات کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری

۲۔ تہذیب التہذیب

۳۔ تقریب التہذیب

۴۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ

۵۔ لسان المیزان کہ جس میں علامہ ذہبی کی میزان الاعتدال کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔

۶۔ الدرر الکامنۃ باعیان الماءۃ الثامنۃ

۷۔ تبصیر المنتبہ بتحریر المشتبہ

۸۔ شفاء الغلل فی بیان العلل

۹۔ تقویم السناد بمدرج الاسناد

۱۰۔ بیان الفصل لما رجع فیہ الارسال علی الوصل

۱۱۔ الزہر المطلول فی بیان الخبر المعلول

۱۲۔ المقرب فی بیان المضطرب

۱۳۔ نزہۃ القلوب فی معرفۃ المبدل والمقلوب

۱۴۔ النکت علی ابن الصلاح

۱۵۔ اتحاف المہرۃ باطراف العشرۃ

۱۶۔ بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام

۱۷۔ تحریر مقدمۃ فی العروض(7)

ان کے علاوہ بھی آپ نے بہت سی تصانیف تالیف فرمائیں، جن کی تفصیلات سعید عبد الرحمن موسی قزقی نے تغلیق التعلیق کے مقدمہ بہت بسط و تفصیل سے ذکر کر دی ہیں۔

وفات

ذوالقعدہ ۸۵۲ھ سے آپ کو دموی اسہال کا عارضہ لاحق ہو گیا، حتی کہ ہفتہ کی شب ۲۸ ذوالحجۃ الحرام کو آپ کی وفات ہو گئی، قاہرہ سے باہر رمیلہ مقام پر ظہر کی نماز سے قبل آپ کا جنازہ ہوا، اس میں سلطان الملک الظاہر جقمق بھی شریک ہوا، سلطان کی اجازت سے علامہ بلقینی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، کہا جاتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی اس میں شریک ہوئے، اس کے بعد آپ کی نعش القرافۃ الصغریٰ منتقل کی گئی، جہاں آپ کو بنو خروبی کے قبرستان میں امام شافعی اور شیخ مسلم السلمی کے درمیان دفن کیا گیا، آپ کی وفات سے چند دن قبل قاضی القضاۃ سعد الدین بن الدیری الحنفی آپ کے پاس آئے، آپ کے حال کے بارے دریافت کیا تو آپ نے امام ابو القاسم زمخشری کے قصیدہ سے چار اشعار پڑھے، جو یہ ہیں:

رب الرحیل الی دیار الآخرۃ فاجعل الٰہی خیر عمری آخرہ وارحم مبیتی فی القبور و وحدتی
وارحم عظامی حین تبقی ناخرہ فانا المسکین الذی ایامہ دلت باوزار غدت متواترہ فلئن
رحمت فانت اکرم راحم فبحار جودک یاالٰہی ذاخرہ(8)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری

صحیح بخاری کی دوسری اہم شرح عمدۃ القاری ہے، جوکہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے تالیف فرمائی۔ اس کی تفصیلات جاننے سے پہلے اس کے مؤلف علامہ عینی رحمہ اللہ کے حالات کا ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

مؤلف عمدۃ القاری مؤلف کا نام ونسب محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود العینتابی الحنفی ہے، آپ کی کنیت ابوالثناء، اور ابو محمد ہے۔ آپ کا لقب بدرالدین ہے۔

آپ ۲۶ رمضان المبارک ۷۶۲ھ کو عین تاب کے درب کیکن میں پیدا ہوئے، جبکہ علامہ سخاوی نے لکھا کہ ۲۷ رمضان المبارک کو پیدا ہوئے، عین تاب ایک خوبصورت بڑا شہر ہے، جوکہ حلب سے تین مراحل کے فاصلہ پر واقع ہے، اور دلوک کے نام سے معروف ہے۔(9) آپ کے والد اور دادا قاضی تھے، آپ کے اجداد میں سے ایک حسین بن یوسف قرآن کے قاری تھے۔(10)

آپ کے والد شہاب الدین احمد بن موسیٰ حلب میں ۷۲۵ھ میں پیدا ہوئے، وہاں پرورش پائی، پھر عین تاب میں منتقل ہوگئے، اور وہاں امام مسجد کی طرح قاضی بھی مقرر ہوئے، لوگوں کو ہر شب جمعہ اور شب اتوار کو وعظ ونصیحت فرماتے تھے۔(11)

علامہ عینی نے ام الخیر سے نکاح کیا، اس سے عبدالعزیز(۸۱۸ھ م)، عبدالرحمن(۸۲۲ھ م مطعونا) جبکہ ابراہیم، علی، احمد اور فاطمہ (۸۳۳ھ م مطعونا) پیدا ہوئے، جوکہ طاعون کی وجہ سے انتقال کرگئے، قاہرہ میں اپنے والد کے مدرسہ میں دفن ہوئے، ان کے علاوہ آپ کی ایک بیٹی زینب بھی تھی جس کا ۸۴۹ھ میں انتقال ہوا۔(12)

علامہ عینی نے بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا، سات سال کی عمر میں بہت عمدہ لکھنا سیکھ لیا، المعز الحنفی کے پاس قرآن مجید یاد کیا، اور شاطبی سے علم الصرف، عربیت اور منطق سیکھی، ان سے آپ نے حکمت میں رمز الکنوز للآمدی(۶۳۱ھ) پڑھی، ان کے علاوہ شرح مطالع الانوار للعلامۃ قطب الدین رازی تحتانی(۷۶۶ھ)، مراح الارواح فی التصریف لاحمد بن علی بن مسعود، شرح الشمسیۃ فی المنطق اور شرح شافعیہ پڑھی۔ ان کے علاوہ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔(13)

حصول علم کے لئے آپ نے دوسرے علاقوں کے سفر بھی کئے، ان میں سے حلب بھی گئے جہاں جمال الدین یوسف (۸۰۳ھ) فقہ حنفی کے حوالے سے استفادہ کیا، اور ہدایہ کا بعض حصہ بھی ان کو سنایا، حیدر رومی سے ان کی شرح فرائض سراجیہ میں استفادہ کیا۔ پھر آپ اپنے وطن واپس آگئے اور ۷۸۴ھ میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ پھر آپ عین تاب کے شمال مغرب میں ایک مضبوط قلعہ بھسنا گئے، اور وہاں ولی الدین بھسنی سے استفادہ کیا، پھر شام کی طرف کختا کے علاقہ میں علاؤالدین کختاوی سے استفادہ کیا، اس کے بعد ملطیہ گئے جہاں بدرالدین کشافی سے فیض حاصل کیا۔

پھر آپ اپنے شہر واپس آگئے اور فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے گئے، اس کے بعد دمشق گئے، اس کے بعد بیت المقدس جانا ہوا جہاں علاؤالدین سیرامی (۷۹۰ھ) سے اکتساب فیض کیا، ان کے علاوہ بہت سے علماء سے استفادہ کیا اور مختلف شہروں میں اسفار کیے۔(14)

وفات

آپ نے ۹۳ سال زندگی گزاری، جس میں آپ نے تصنیف وتالیف، تدریس اور مختلف مناصب پر خدمات انجام دیں، منگل کی رات چار ذوالحجہ ۸۵۵ھ کو آپ کا انتقال ہوا، جامع ازہر میں آپ کا جنازہ ہوا اور آپ کی مدرسہ میں تدفین ہوئی۔(15)

مؤلفات

- مقاصد النحویۃ فی شرح شواہد شروح الالفیۃ المعروف بالشواہد الکبریٰ
- فرائد القلائد فی مختصر شرح الشواہد
- رمز الحقائق شرح کنز الدقائق
- البنایۃ فی شرح الہدایۃ
- عمدۃ القاری فی شرح الجامع الصحیح البخاری
- الروض الزاہر فی سیرۃ الملک الظاہر ططر
- السیف المہند فی سیرۃ الملک المؤید
- ملاح الالواح فی شرح مراح الارواح
- کشف القناع المرنی عن مہمات الاسامی والکنی

- عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان
- التاریخ البدری فی اوصاف اہل العصر
- تحفۃ الملوک فی المواعظ والرقاق
- الدرر الزاہرۃ فی شرح البحار الزاخرۃ
- رسائل الفءۃ فی شرح العوامل الماءۃ
- شرح خطبۃ مختصر الشواہد
- شرح قطعۃ من سنن ابی داؤد
- العلم الهیب فی شرح الکلم الطیب
- مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار
- مجموع یشتمل علی حکایات وغیرہا
- المسائل البدریۃ المنتخبۃ من الفتاویٰ الظہیریۃ
- المستجمع فی شرح المجمع والمنتقی فی شرح الملتقی
- مغانی الاخیار فی رجال معانی الآثار
- المقدمۃ السودانیۃ فی الاحکام الدینیۃ
- منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک
- نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار
- وسائل التعریف فی مسائل التصریف(16)

ان کے علاوہ تقریباً ۳۹ کتب ایسی ہیں جو کہ علامہ عینی کی طرف منسوب کی گئی ہیں جن کی فہرست صالح یوسف معتوق نے اپنے مقالہ بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث میں ذکر کی ہے۔

اہم شیوخ

علامہ بدر الدین عینی کے اہم شیوخ درج ذیل ہیں:

ابو الفضل عبد اللہ الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمن الکردی الرازنانی الاصل، المہرانی الشافعی العراقی (۸۰۶ھ)

ابو حفص سراج الدین عمر بن رسلان بن نصیر بن صالح الکنانی البلقینی القاہری الشافعی (۸۰۵ھ)

احمد بن محمد بن احمد السیرانی (۷۹۰ھ)

شرف الدین عیسی بن الخاص محمود السرماری (۷۸۸ھ)

نجم الدین احمد بن اسماعیل بن محمد المعروف بابن الکشک الدمشقی (۷۹۹ھ)

ابو بکر محمد بن محمد بن عبد الرحمن بن حیدرۃ الدجوی القاہری الشافعی (۸۰۹ھ)

ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ابی بکر الہیثمی الشافعی (۸۰۷ھ)

عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریم الحلبی المصری (۸۰۹ھ)

محمد بن محمد بن عبد اللطیف السکندری القاہری الشافعی المعروف بابن الکویک (۸۲۱ھ)

جمال الدین یوسف بن موسی بن محمد بن احمد الملطی الحنفی (۸۰۳ھ)

ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم الفوی القاہری الشافعی (۸۲۷ھ)

اابو الفتح محمد بن احمد بن محمد بن احمد العسقلانی المصری (۷۹۳ھ)(17)

اہم تلامذہ

علامہ بدر الدین عینی سے استفادہ کرنے والی جماعت بہت بڑی ہے ان میں سے چند اہم تلامذہ کے اسماء گرامی کا ذیل میں ذکر کیا گیا ہے:

کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید القاہری الحنفی المعروف بکمال الدین بن الہمام (۸۶۱ھ)

ابو الخیر شمس الدین محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوی القاہری الشافعی (۹۰۲ھ)

ابو الفضل احمد بن صدقۃ بن احمد بن حسن العسقلانی المکی الاصل القاہری الشافعی المعروف بان الصیرفی (۹۰۵ھ)

عیسی بن سلیمان بن خلف بن داؤد الطنوبی القاہری الشافعی (۸۶۳ھ)

ابو البرکات عز الدین احمد بن ابراہیم بن نصر اللہ الکنانی العسقلانی القاہری الحنبلی (۸۷۶ھ)

ابو المحاسن جمال الدین یوسف بن تغری بردی القاہری الحنفی (۸۷۴ھ)

نورالدین الدکماوی علی بن احمد بن علی بن خلیفۃ القاہری الشافعی المعروف باخی حذیفۃ (۸۹۰ھ)
نجم الدین محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن محمد بن محمد الزرعی الدمشقی الشافعی المعروف قاضی عجلون (۸۷۶ھ)
شمس الدین محمد بن محمد بن احمد القلوبی القاہری الشافعی (۸۴۹ھ)
ابو حامد محمد بن خلیل بن یوسف بن علی البلبیسی الرملی المقدسی الشافعی (۸۸۸ھ) (18)

عمدۃ القاری شرح الجامع الصحیح البخاری

صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری علامہ عینی رحمہ اللہ نے رجب المرجب ۸۲۰ھ کو شروع کی اور ۵ جمادی الاولیٰ ۸۴۷ھ کو مکمل فرمائی، صحیح بخاری کی یہ شرح پچیس جلدوں پر مشتمل ہے۔
مؤلف نے کتاب کے مقدمہ کے شروع میں حدیث اور صحیح بخاری کی اہمیت بیان کی ہے، اور اس میں مؤلف کی تالیف کردہ شرح معانی الآثار اور سنن ابوداؤد کی شرح کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اس کے بعد عمدۃ القاری کی وجہ تالیف بیان کرتے ہیں، مؤلف رقمطراز ہیں کہ:

۱۔ أن یعلم أن فی الزوایا والخبایا، وأن العلم من منایح اللہ عزوجل ومن أفضل العطایا۔

۲۔ أظہار مامنحنی اللہ من فضلہ الغزیر، وأقدارہ أیای علی أخذ شیء من علمہ کثیرا، والشکر ممایزید النعمۃ، ومن الشکر أظہار العلم للامۃ۔

۳۔ کثرۃ دعاۃ بعض الأصحاب بالتصدی لشرح ہذا الکتاب، علی أنی قد أملتہم بسوف ولعل ولم یجد ذلک بما قل ودل ۔۔۔۔ثم قال: ونزلت فی ربع ہذا الکتاب، لأظہر مافیہ من الأمور الصعاب، وأبین مافیہ من المعضلات، وأضح مافیہ من المشکلات وأردفیہ من سائر الفنون بالبیان، ماصعب منہ علی الأقران، بحیث أن الناظر فیہ بالانصاف، المجتنب عن جانب الأعتساف، أن أراد مایتعلق بالمنقول ظفر بآمالہ، وأن أراد مایتعلق بالمعقول فاز بکمالہ، وماطلب من الکمال یلقاہ، وماظفر من النوادر والنکات یرضاہ۔

اس کے بعد فرمایا کہ:

ثم أنی قدحت أفکاری بزناد الذکاء، حتی أورت أنوار أنکشفت بہا مستورات ہذا الکتاب، وتصدیت لتجلیۃ علی منصۃ التحقیق، حتی کشفت عن وجہہ النقاب، واجتہدت بالسہر الطویل فی اللیالی الطویلۃ، حتی میزت من الکلام ما فی الصحیحۃ من العلیلۃ، وخضت فی

بحار التدقيق سائلا من الله الأجابة، حتى ظفرت بدرر أستخرجتها من الأصداف، وبجواہر أخرجتها من الغلاف، حتى أضاء بها ما أبهم من معانيه على أكثر الطلاب، وتحلى بها ما كان عاطلا من شروح ہذا الكتاب، فجاء بحمد الله وتوفيقه فوق ما في الخواطر، فائقا على سائر الشروح بكثرة الفوائد والنوادر، مترجما بكتاب ''عمدة القاری فی شرح البخاری'' ومأمولی من الناظر فيه أن ينظر بالأنصاف، ويترك جانب الطعن والأعتساف، فان رأى حسنا يشكر سعي زائره ويعترف بفضل عاثره، او خللا يصلح أداء حق الأخوة فی الدين، فإن الإنسان غير معصوم عن زلل مبين: فإن تجد عيبا فسد الخللا فجل من لا خل فيه وعلا(19)

کتاب کا اسلوب

ابتداء مؤلف اپنی اس کتاب کی سند امام بخاری تک دو طریقوں سے روایت کرتے ہیں، ان میں سے ایک طریق امام عراقی سے ہے اور دوسرا طریق امام تقی الدین الدجوی سے ہے۔ پھر مؤلف صحیح بخاری سے متعلق دس فوائد ذکر کرتے ہیں۔

اس تفصیل کے بعد صحیح بخاری کی شرح شروع کرتے ہیں، مؤلف کا اسلوب اس کتاب میں یکساں نہیں ہے، پہلی چار اجزاء میں بہت زیادہ طوالت اور تفصیل سے کام لیا ہے، جبکہ باقی اجزاء میں ان پہلے چار اجزاء کی نسبت تفصیلات زیادہ ذکر نہیں کیں، عام طور پر شرح کرنے کا طریقہ یہ رہا ہے کہ سب سے پہلے ترجمۃ الباب کی شرح سے شروع کرتے ہیں، پھر اس ترجمۃ الباب کی ما قبل باب اور متعلقہ باب سے مطابقت ذکر کرتے ہیں، پھر ترجمۃ الباب کی تشریح کرتے ہیں، پھر حدیث لاتے ہیں اور اس حدیث کی شرح کرتے ہیں، اس حدیث کی تشریح میں درج ذیل عناوین کے تحت ان سے متعلقہ ابحاث ذکر کرتے ہیں:

بیان تعلق الحدیث بالترجمة بیان رجالہم بیان ضبط الرجال بیان الأنساب

بیان فوائد بالرجال بیان لطائف اسنادہ بیان نوع الحدیث بیان تعدد الحدیث فی الصحیح

بیان من اخرجہ غیرہ بیان أختلاف لفظہ بیان اللغة بیان الأعراب

بیان الصرف بیان المعانی بیان البیان بیان البدیع الأسئلة والأجوبة بیان استنباط الأحکام فوائد تتعلق باحدیث

شرح میں بعض مقامات پر حاجت نہ ہونے کی وجہ سے بعض عناوین حذف کر دئے گئے ہیں، یا بعض اوقات بعض عناوین دوسرے بعض عناوین کے ضمن میں آجاتے ہیں تو ان کو دوبارہ مستقل طور پر ذکر نہیں کیا گیا۔

چار مجلدات کے بعد گیارہویں جلد تک مؤلف نے درج بالا ترتیب میں کمی بیشی کی ہے، اور بعض مقامات پر ابواب میں بھی تبدیلی کی ہے، جیسا کہ عام طور پر اس حصے میں جن عناوین کو ذکر کرتے ہیں وہ یہ ہیں:
مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، ذکر رجالہ، ذکر لطائف اسنادہ، من اخرجہ غیرہ، ذکر معناہ، ذکر ما یستفاد منہ۔

پھر اس کے بعد سترہویں جلد تک اس ترتیب میں مزید تبدیلی بھی نظر آتی ہے، اس حصے میں عموماً دو عنوان نظر آتے ہیں، ان میں سے ایک تو معنی کا ذکر ہے، لیکن اس میں بھی سند یا متن کی تشریح ہوتی ہے، پھر اس کے بعد کتاب کے آخر تک حدیث کی سند اور متن کے حوالے سے بحث کرتے ہیں، ان کے علاوہ عناوین کو یا تو ذکر نہیں کرتے یا پھر مسلسل تشریح کرتے چلے جاتے ہیں اور متعلقہ عنوانات کی بحث ضمناً آتی جاتی ہے۔

جہاں کہیں کسی پر اعتراض یا رد ہو رہا ہو وہاں فإن قیل اور قلت کے الفاظ عموماً استعمال کرتے ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ چونکہ مذہب کے اعتبار سے حنفی ہیں، اس لئے جہاں کہیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر کوئی اعتراض وارد ہو رہا ہو تو اس کا دفاع کرتے ہیں، ایک مقام پر امام دار قطنی پر امام ابو حنیفہ پر اعتراض کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

لو تأدب الدارقطنی واستحیی لما تلفظ بہذہ اللفظۃ فی حق أبی حنیفۃ، فإنہ امام طبق علمہ الشرق والغرب، ولما سأل ابن معین عنہ فقال: أنہ ثقۃ مامون، ماسمعت احدا ضعفہ، ہذا شعبۃ بن الحجاج یکتب علیہ ان یحدث وشعبۃ شعبۃ، وقال ایضا: کان ابو حنیفۃ ثقۃ من اہل الدین والصدق ولم یتہم بالکذب وکان مامونا علی دین اللہ تعالیٰ صدوقا فی الحدیث۔(20)

علامہ عینی اپنی اس کتاب میں اکثر جن ماٰخذ سے رجوع کرتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

شرح البخاری للکرمانی النہایۃ فی غریب الحدیث

جامع الاصول الغریبین للہروی العباب للصغانی تہذیب اللغۃ للازہری

غریب الحدیث واعلام السنن للخطابی الجامع لاحکام القرآن وشرح المسلم للقرطبی کتاب العین للخیل بن احمد شرح البخاری لقطب الدین الحلبی

المعارف لابن قتیبۃ الصحاح للجوہری

الکشاف واساس البلاغۃ للزمخشری الاطراف للمزی وغیر ذلک۔

علامہ عینی عمدۃ القاری میں جن عنوانات کے تحت ابحاث ذکر کرتے ہیں وہ درج ذیل ہیں، جن میں بتدریج کمی آتی جاتی ہے۔

بیان رجالہ لطائف اسنادہ بیان تعدد موضعہ و من اخرجہ

بیان اللغات بیان الصرف بیان الاعراب

بیان استنباط الاحکام الأألۃ والأجوبۃ

عمدۃ القاری کے فتح الباری پر امتیازات

صحیح بخاری کے شارحین میں سے حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری فی شرح البخاری ۸۴۲ھ کو مکمل کی، اس کا عمدۃ القاری فی شرح البخاری سے تقابل کیا جائے تو درج ذیل امور سامنے آتے ہیں کہ جن کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عمدۃ القاری کو ان وجوہات کی بنا پر فتح الباری پر فوقیت حاصل ہے۔

۱۔ عمدۃ القاری فتح الباری کے مقابلہ میں زیادہ وسیع اور جامع شرح ہے، جیسا کہ حدیث ہرقل کے حوالے سے عمدۃ القاری میں تقریباً ۲۴ صفحات میں اس حدیث کی تشریح کی گئی ہے، اس کے مقابلہ میں فتح الباری میں اس حدیث کی تشریح ۱۴ صفحات میں کی گئی ہے، عمدۃ القاری میں کتاب الایمان کے باب کی تشریح ۱۶ صفحات پر کی گئی ہے، جبکہ فتح الباری میں چار صفحات پر بحث کی ہے۔

عمدۃ القاری میں کتاب الایمان کی بحث ۳۲۶ صفحات پر مشتمل ہے جبکہ فتح الباری میں یہ بحث ۱۳۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ عمدۃ القاری (مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۲۰۰۱ء) کی پچیس جلدوں کے کل صفحات (۱۱۲۲۲) ہیں، جبکہ فتح الباری (مطبوعہ دار المعرفہ بیروت) کے کل صفحات (۷۶۴۸) ہیں، عمدۃ القاری اور فتح الباری کا یہ تقابل حجم کے اعتبار سے ہے۔

۲۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں باب کی احادیث ایک جگہ ذکر کر دیتے ہیں، پھر ان احادیث کی تشریح کرتے جاتے ہیں، ایک حدیث کو دوسری سے جدا نہیں کرتے، جبکہ علامہ عینی عمدۃ القاری میں باب کی احادیث الگ الگ ذکر کرتے ہیں، اور ان کی تشریح بھی الگ الگ کرتے ہیں۔

۳۔ کسی حدیث کے بارے میں اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ یہ حدیث اور کس کس نے تخریج کی ہے تو عمدۃ القاری میں اس کا پتہ لگانا آسان ہے، کیونکہ من اخرجہ غیر البخاری کے عنوان کے تحت اس کی نشاندہی کر دی گئی ہوئی ہے، جبکہ فتح الباری میں اس کو جاننے کے لئے تمام شرح کو پڑھنا پڑتا ہے۔ علامہ عینی نے ابن حجر کی نسبت عمدۃ القاری میں تخریج احادیث میں توسع سے کام لیا ہے، جیسا کہ ایک مثال ذکر کی جاتی ہے:

حدیث: أرأیتم لو أن نہرا بباب أحدکم۔۔۔۔۔الحدیث۔ قال العینی: ذکر من اخرجہ غیرہ: أخرجہ مسلم فی الصلاۃ عن قتیبۃ عن لیث وبکر بن مصر عن ابن الھاد، واخرجہ الترمذی فی الامثال عن قتیبۃ، واخرجہ النسائی فی الصلاۃ عن قتیبۃ عن اللیث وحدہ بہ۔ واما ابن حجر: فاخرجہ من مسلم فقط۔(21)

۳۔ عمدۃ القاری میں علامہ عینی جب کسی حدیث کو ذکر کرتے ہیں تو بخاری شریف میں یہ حدیث جن جن مقامات پر آئی ہے، ان مقامات کا باقاعدہ پورا حوالہ ذکر کرتے ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہ حدیث فلاں مقام پر تخریج کی ہے، جبکہ فتح الباری میں صرف اس حدیث کے دوسرے مقام کی صرف نشاندہی پر ہی اکتفاء کی جاتا ہے، اس کی وضاحت نہیں کی جاتی جیسا کہ اس کی مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:

حدیث: الصلاۃ کفارۃ

قال العینی: اخرجہ البخاری ایضا فی الزکاۃ عن قتیبۃ عن جریر، وفی علامات النبوۃ عن عمر بن حفص، قالہ المزی فی الاطراف وہو وہم، وانما اخرجہ عن عمر بن حفص فی الفتن، وفی الصوم عن علی بن عبداللہ۔

قال ابن حجر: سیأتی الکلام علی فوائد ہذا الحدیث فی علامات النبوۃ ان شاء اللہ۔(22)

۴۔ جو کوئی حدیث امام بخاری افراد میں سے ہوتی ہے تو علامہ عینی اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں کہ یہ امام بخاری کے افراد میں سے ہے، جبکہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں اس قسم کی کوئی نشاندہی نہیں کرتے۔

۵۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے سابقہ شراح بخاری کی بعض اغلاط کی نشاندہی بھی کی ہے، اور اس میں کیا غلطی تھی اور اس کی صحیح صورت کیا ہو سکتی ہے اس کو بھی ذکر کرتے ہیں، حتی کہ بعض مقامات پر ابن حجر کا نام ذکر کئے بغیر بھی ان کی بعض باتوں کی نشاندہی کر کے ان پر تبصرہ کرتے ہیں جیسا کہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

وقال بعضہم وذکر بعضہم، ففی باب التکبیر بالصلاۃ فی یوم غیم حدیث ابی الملیح: کنا مع بریدۃ فی یوم غیم، فقال: بکروا بالصلاۃ فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ترک صلاۃ العصر فقد حبط عملہ۔

علامہ عینی اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ: فان قلت التبکیر فی الصلاۃ المطلقۃ فی یوم الغیم، والحدیث لا یطابقہا من وجہین: احدہما ان المطابقۃ لقول بریدۃ لا لحدیث، والثانی ان المذکور فی الحدیث صلاۃ العصر وفی الترجمۃ مطلق الصلاۃ، قلت: دلت القرینۃ علی ان قول

بریدة بکر وابالصلاة کان فی وقت دخول العصر فی یوم غیم فامر بالتبکیر حتی لا یفوتهم بخروج الوقت بتقصیرهم فی ترک التبکیر، وهذا الفعل کترکهم ایاها فی استحقاق الوعید وتفهم اشارته ان بقیة الصلوات کذلک لانهما مستویة الاقدام فی الفرضیة، فحینئذ یفهم التطابق بین الحدیث والترجمة بطریق الاشارة لا بالتصریح۔(23)

فتح الباری کے عمدۃ القاری پر امتیازات

۱۔ حافظ ابن حجر کا مقدمہ ہدی الساری کے عنوان سے ایک بہت وقیع اور بہترین مقدمہ ہے، جس میں علوم حدیث کے حوالے سے بہت مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں، جبکہ عمدۃ القاری میں اس جیسا مقدمہ نہیں ہے، بلکہ مختصر تمہیدی کلمات کے بعد کتاب کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

۲۔ فتح الباری کا اسلوب کتاب کے اول سے آخر تک یکساں ہے، جو طریقہ کتاب کے شروع میں اختیار کرتے ہیں، آخر تک اسی کی پابندی کرتے ہیں، جبکہ عمدۃ القاری میں جو اسلوب ابتدائی چار جلدوں میں نظر آتا ہے، اس کے بعد گیارہویں جلد تک اس سے ہٹ کر نظر آتا ہے، اس کے بعد سترہویں جلد تک اس میں بھی تبدیلی نظر آتی ہے حتی کہ کتاب کے آخر تک مختلف اسالیب اختیار کئے گئے ہیں۔

۳۔ حافظ ابن حجر ہر باب کے آخر میں اس میں آنے والی احادیث مرفوعہ، موقوفہ، مکررہ اور معلقہ کی کل تعداد ذکر کر دیتے ہیں، اسی طرح وہ احادیث بھی ذکر کر دیتے ہیں جن میں امام مسلم نے موافقت کی ہے۔ جبکہ یہ چیز عمدۃ القاری میں نظر نہیں آتی۔

۴۔ فتح الباری میں جو سلاست، تعبیر کی باریکیاں، حسن التلخیص، وجازت قول، اور رائے کی پختگی نظر آتی ہے وہ عمدۃ القاری کی نسبت زیادہ نمایاں ہے۔

عمدۃ القاری پر فتح الباری سے سرقہ کے الزام کی حقیقت

اس عنوان کے تحت علامہ عینی پر اس الزام کی حقیقت واضح کی جائے گی کہ جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں فتح الباری سے سرقہ کیا ہے ،اس بات کی وضاحت سے قبل چند وضاحتیں ضروری ہیں، جو درج ذیل ہیں:

علامہ عینی اور حافظ ابن حجر کا باہمی تعلق

علامہ بدر الدین عینی حافظ ابن حجر سے عمر میں بارہ سال بڑے ہیں، اور حافظ ابن حجر نے علامہ عینی سے کچھ پڑھا بھی ہے، یعنی باقاعدہ شاگرد تو نہیں البتہ علامہ عینی جزوی طور پر حافظ ابن حجر سے متقدم ہیں۔(24)اور تقریبا ۸۰ سال معاصرت رہی ہے۔

ابن حجر اور علامہ عینی کی مماثلت میں حسن اتفاق

علامہ عینی اور حافظ ابن حجر رحمہا اللہ دونوں قاہرہ کے باشندے ہیں، دونوں اپنے وقت کے عالم ہیں، دونوں قاضی بھی رہے، دونوں نے صحیح بخاری کی شرح بھی لکھی۔ البتہ ایک علامہ عینی حنفی اور ابن حجر شافعی ہیں، اس وجہ سے کچھ علمی کشمکش اور علمی چوٹیں بھی ہوتی رہی ہیں۔

پہلے حافظ ابن حجر نے فتح الباری لکھنا شروع کی، جب وہ شرح لکھتے تو لوگوں کو املا کرایا کرتے تھے، ان میں سے ایک صاحب احمد بن خدر بھی ہیں۔ یہ حافظ ابن حجر کے شاگرد بھی ہیں، اور علامہ عینی کے حلقہ میں بھی جایا کرتے تھے، علامہ عینی نے ان سے کہا کہ: حافظ ابن حجر شرح لکھ رہے ہیں، تم اس کی کچھ کاپیاں ہمیں بھی لاکر دو۔ تو انہوں نے اپنے استاد ابن حجر سے عرض کیا اور پھر ان کی کاپیاں علامہ عینی کو لاکر دیتے تھے، علامہ عینی ان کو پڑھتے اور ان کی بعض چیزوں پر تنقید بھی کرتے تھے، یہاں تک کہ پھر خود شرح بخاری لکھنے کا ارادہ کیا۔(25)

علامہ عینی اور شرح بخاری

علامہ عینی نے جب شرح بخاری لکھنا شروع کی تو حافظ ابن حجر کی جو کاپیاں ان کے پاس پہنچی تھیں، ان کے پیش نظر انہوں نے ان پر تردید اور تنقید کا سلسلہ بھی شروع کر دیا، حافظ ابن حجرؒ کا نام نہیں لیتے تھے ، بلکہ قال بعضہم سے اشارہ کر دیا کرتے تھے، دعویٰ بھی کرتے اور اس کی تردید بھی کرتے، جہاں ابن حجر حنفیہ کے خلاف کوئی دلائل وغیرہ پیش کرتے تو علامہ عینی اس کا تعاقب کرتے، علامہ عینی نے چونکہ بعد میں شرح لکھی اس لئے ان کو تردید کا موقع نہ ملا۔

علامہ عینی کی تحقیقات اور حافظ ابن حجر کی کاوش

جب علامہ عینی کی شرح مکمل ہوگئی تو اس کے بعد حافظ ابن حجر نے مستقل کتاب لکھی، جس کا نام انہوں نے الانتقاض علی الاعتراض رکھا، اس کتاب میں ان اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں جو علامہ عینی

نے فتح الباری پر کئے تھے۔ اگرچہ علماء شافعیہ نے یہ اعتراف کیا ہے کہ الانتقاض علی الاعتراض میں حافظ ابن حجر نے جو باتیں کی ہیں وہ علامہ عینی کے مقابلہ میں کمزور ہیں، البتہ انصاف کی بات یہ ہے کہ جب دونوں کو دیکھا جائے تو بے شک بعض جگہ علامہ عینی کے اعتراضات بہت وزنی ہیں، لیکن بعض جگہ بہت کمزور ہیں، لیکن بہر صورت علامہ عینی کی شرح بعض حیثیتوں سے بڑی ممتاز ہے۔

شرح عینی کی خصوصیات سے متعلق ابن حجر سے استفسار

کسی نے حافظ ابن حجر سے کہا کہ حضرت آپ کی فتح الباری میں یہ نقص ہے کہ علامہ عینی نے بڑے اعلی درجے کے مباحث خاص طور سے نحو وبلاغت سے متعلق بیان کر دیئے ہیں، یہ بات آپ کے ہاں فتح الباری میں نہیں ہے، اس وجہ سے عمدۃ القاری آپ کی کتاب پر فوقیت رکھتی ہے۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا: کہ دیکھو جن مباحث کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو، وہ آپ کو میری پوری کتاب میں نہیں ملیں گے۔۔۔۔ اور فرمایا کہ میرے سامنے علامہ رکن الدین رحمہ اللہ کی شرح بھی رہی لیکن میں نے اس کو شروع سے اس لئے نہیں لیا کہ اوہ طرز بعد میں آخر تک برقرار نہیں رہتا۔

اصل میں علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں اصل مباحث علامہ رکن الدین رحمہ اللہ کی کتاب سے لئے ہیں، اور علامہ رکن الدین نے جو شرح لکھی ہے اس میں یہ بلاغت وغیرہ کے مضامین بہت ہیں، مگر وہ اپنی شرح مکمل نہیں کر سکے، جہاں تک انہوں نے اپنی کتاب میں بحثیں کی ہیں علامہ عینی کی بحثیں بھی وہاں ختم ہو گئیں، آگے نہیں چل سکیں۔(26)

سرقہ کے الزام کی حقیقت

عمدۃ القاری پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ علامہ عینی نے اپنی کتاب میں بہت سے مواد فتح الباری سے اخذ کیا ہے، گویا کہ عمدۃ القاری فتح الباری سے سرقہ کی گئی ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ اصل میں جب کوئی انسان عام طور پر کوئی تالیف کرنا چاہتا ہے تو اس موضوع پر اس سے پہلے کی تالیفات کو بھی ملحوظ رکھتا ہے کہ ان تالیفات میں کس اسلوب پر کام کیا گیا ہے پھر اس میں مختلف پہلوؤں سے وہ اپنی تالیف کو ترتیب دیتا ہے مثلاً:

ا۔ اگر ان سابقہ تالیفات میں کسی بات کی تشریح میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو وہ اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ تلافی مافات ہو جائے۔

۲۔ اگر ان میں کسی بات کو غیر تحقیقی انداز میں ذکر کیا گیا ہے تو وہ اس کو تحقیقی انداز میں بیان کرتا ہے۔

۳۔ اگر سابقہ تالیفات میں کسی اہل علم کی تحقیقات پر کمزور دلائل کی بنا پر اعتراضات کئے گئے ہیں تو وہ اپنی تالیف میں ان اعتراضات کا احسن انداز میں جواب ذکر کرتا ہے تاکہ اہل علم کی صحیح تحقیقات کا دفاع اور حفاظت کی جاسکے۔

۴۔ ان کے علاوہ بعض اوقات مؤلف کو اپنی تالیف میں کسی کتاب کے حوالے درج کرنے پڑتے ہیں، اور وہی حوالہ جات ان سابقہ مصنفین نے بھی اپنی تصانیف میں درج کئے ہوئے ہیں، تو اس سے یہ کوئی شبہ نہیں کرتا کہ سابقہ مصنف نے جب فلاں کتاب کا حوالہ دیا ہے تو فلاں دوسرے مصنف کو اس کا حوالہ نہیں دینا چاہیے تھا، کیونکہ یہ تو اس کی کتاب اور تحقیق کی ضرورت ہے جس کے بغیر اس کی تالیف مکمل نہیں ہوسکتی اس لئے کوئی محقق اس قسم کا اسلوب پر کسی مصنف پر اعتراض نہیں کرتا۔

اسی طرح عمدۃ القاری میں بھی علامہ عینی نے اسلوب اختیار کیا ہے، علامہ سخاوی رحمہ اللہ الضوء اللامع میں علامہ عینی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ:

انہ شرح البخاری فی احد وعشرین مجلدا سماہ عمدۃ القاری، انتقی فیہ من شرح شیخنا -- یقصد ابن حجر -- بحیث ینقل منہ الورقۃ بکمالہا، وربما اعترض علیہ لکن تعقبہ شیخنا بمجلد حافل، بل عمل قدیما حین رآہ تعرض فی خطبتہ لہ جزء اسماہ الانتصار علی الطاعن المعثار، بین فیہ مانسبہ الیہ مما زعم انتقادہ فی خصوص الخطبۃ، وقف علیہ الاکابر امن سائر المذہب کالجلال البلقینی والشمس البرماوی --- فبینوا افساد انتقادہ وصوبوا صنیع شیخنا وانزلوا منزلہ ---- فقال بدیہۃ: ہذا شیء نقلہ شرح لرکن الدین وکنت قد وقفت علیہ قبلہ ،لکن ترکت النقل منہ لکونہ لم یتم انما کتب قطعۃ یسیرۃ وخشیت من تعبی بعد فراغہا فی الاسترسال فی ہذا المہیع ،بخلاف البدر فانہ بعدہا لم یتکلم بکلمۃ واحدۃ، وبالجملۃ فشرح البدر ایضا حافل لکنہ لم ینتشر کانتشار شرح شیخنا -- وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔(27)

بعض نصوص کے بارے میں ابن حجر نے علامہ عینی کے بارے میں کہا ہے کہ یہ عینی نے حوالہ کے بغیر فتح الباری سے عبارت اخذ کی ہے، اس بات کی وضاحت ابن حجر نے اپنی کتاب انتقاض اعتراض میں کی ہے، لکھتے ہیں: حتی شارف فتح الباری علی الفراغ فصار یستعیر من بعض مَن کتب لنفسہ من الطلبۃ فینقلہ الی شرحہ من غیران ینسبہ الی مخترعہ۔(28)

بعض احناف نے بھی علامہ عینی پر یہ الزام رکھا ہے کہ انہوں نے فتح الباری سے سرقہ کیا ہے، حالانکہ مصادر و مراجع کے یکساں ہونے سے نصوص میں اتفاق ہو ہی جاتا ہے، علامہ زاہد الکوثری نے عمدۃ القاری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ:

ومما یزید شرح البدر مزیۃ علی مزایاہ انہ کان یطلع علی شرح الشہاب ابن حجر جزءا فجزءا بواسطۃ البرہان بن خضر احد اصحاب الشہاب وینتقدہ فی مواطن انتقادہ، علی توافق بین الشرحین فی النقول فی بعض المواضع لتوافق مراجعہا، وقد یظن بعضہم ان الثانی --العینی-- اخذ من الاول --ابن حجر-- ولیس کذلک، بل ذلک کما قلنا، ویظہر عند الکشف عن مواطن اتفاقہما فی مراجعہما ما ذکرناہ، ولیس احدہما باحق من الآخر فی النقل عن کتب من تقدمہما۔(29)

شیخ عبد الرحمن البوصیری (۱۹۳۵ء م) نے ایک کتاب " مبتکرات اللالی والدرر فی المحاکمۃ بین العینی وابن حجر " کے نام سے تالیف فرمائی، اس میں علامہ عینی پر وارد ہونے والے اعتراضات کو ذکر کر کے ان کے بہترین جوابات دیئے ہیں، ان میں ۳۴۳ محاکمات کئے ہیں۔(30)

حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ حافظ ابن حجر کو حافظ الدنیا کہتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ان کے سامنے صحیح بخاری کی ذخیرہ احادیث اس طرح ہیں جس طرح ہاتھ کی باریک لکیریں ہوتی ہیں، اور یہ امام بخاری کے بہت زیادہ مزاج شناس ہیں، امام بخاری کے تصرفات، مدارک اور اسالیب کو سب سے زیادہ سمجھنے والے ہیں، حتی کہ ان کے بارے یہ مقولہ مشہور ہو گیا "لاہجرۃ بعد الفتح" یعنی کہ فتح الباری کے بعد کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔

علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ صحیح بخاری کی اچھی شرح امت کے ذمہ باقی ہے، جبکہ حافظ ابن حجر کے شاگرد حافظ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد نے امت کے ذمہ جو قرض تھا فتح الباری لکھ کر وہ ادا کر دیا۔

کسی مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے فتح الباری کی قدر ہوتی ہے کہ کس قدر اس کتاب میں جامعیت ہے اور حافظ ابن حجر نے کس قدر محنت اور جانفشانی سے یہ کا انجام دیا، ایک خاص چیز یہ بھی ہے کہ جب کسی حدیث کے مختلف طرق کو جمع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو فتح الباری میں دیکھتے ہیں تو حافظ ابن حجر

جب کسی حدیث کی تشریح کرتے ہیں تو اس کے جتنے طرق جہاں جہاں مذکور ہیں، وہ سب کے سب مختصر عبارات میں بیان کر دیتے ہیں۔(31)

مولانا انور شاہ کشمیری کا نقطۂ نظر

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ عمدۃ القاری اور فتح الباری کے بارے میں یہ تبصرہ فرماتے ہیں:

ثم شرح الحافظ افضل الشروح باعتبار صنعة الحديث والاعتبار وحسن التقرير واتساق النظم وبيان المراد، واما شرح العينی فاحسنها للالفاظ شرحا واتمها تفسيرا واكثر لنقول الكبار جمعا لكنه منتشر، ليس فی اتساق النظم كالحافظ رضی الله عنه، وسمعت فی حضرة الشيخ رضی الله عنه هذا فی الاجزاء الاولی منه ولعله قال رحمه الله الی الثالث او الرابع وشرح الحافظ رضی الله عنه مقدم علی شرح العينی۔(32)

تشریحی موازنہ

صحیح بخاری کے ایک باب دعاؤکم ایمانکم کے تحت فتح الباری اور عمدۃ القاری کی شرح کا موازنہ کیا جائے تو فتح الباری میں اس باب اور اس کے تحت آنے والی حدیث کی تشریح دو صفحات پر کی گئی ہے، جبکہ عمدۃ القاری میں اس کی بحث آٹھ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں تقریباً ایک صفحہ ترجمۃ الباب کی تشریح پر ہے اور بقیہ صفحات پر حدیث کی مختلف عنوانات کے تحت حدیث کی تشریح کی گئی ہے، جس میں یہ عنوانات شامل ہیں:

بيان رجاله لطائف اسناده بيان تعدد موضعه ومن اخرجه

بيان اللغات بيان الصرف بيان الاعراب

بيان استنباط الاحكام الأسئلة والأجوبة جیسا کہ نمونے کے صفحات سے اس کی وضاحت ہو رہی ہے۔

خلاصہ بحث

اس بحث کے خلاصہ کے طور پر ان اقتباسات کو ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

اس میں کوئی شک نہیں کہ علامہ عینی کو ایک ایسا امتیاز حاصل ہے جو ابن حجر کو حاصل نہیں جیسا کہ مفتی محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں:

وہ یہ کہ عمدۃ القاری کی نسبت فتح الباری میں مجھ جیسے طالب علم کو دشواری پیش آتی ہے، اس لئے کہ بخاری شریف میں جہاں ایک حدیث بیس مقامات پر آئی ہے تو حافظ ابن حجر کسی ایک مقام پر پوری بحث

کر دیتے ہیں اور اگر دوبارہ کہیں اس حدیث کا تذکرہ آتا ہے تو فرماتے ہیں کہ قد مر کلامہ یا سیاتی کلامہ کہ اس پر کلام ہو چکا ہے یا آگے آئے گا، اب آدمی جب حدیث پڑھ رہا ہے تو وہاں ایک چھوٹی سی بات سمجھنے کے لئے اس کو سینکڑوں صفحات کی ورق گردانی کرنا پڑے گی۔

بکثرت ایسا بھی ہوتا ہے کہ فرماتے ہیں آگے فلاں کتاب میں بحث کروں گا، لیکن جب وہاں پہنچے تو وہاں یہ بحث ہے ہی نہیں، جبکہ عمدۃ القاری میں یہ دشواری نہیں پائی جاتی کیونکہ جہاں بھی کوئی حدیث آتی ہے، علامہ عینی وہاں کچھ نہ کچھ کلام ضرور کر دیتے ہیں، اگر حدیث بیس جگہ آئی ہے تو بیسیوں جگہ اس کا کچھ نہ کچھ خلاصہ جو طالب علم کو سمجھانے کے لئے کافی ہو وہ بیان فرمادیتے ہیں، اور ساتھ میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ مفصل تحقیق اگر دیکھنی ہو تو فلاں جگہ دیکھ لیں، اس لحاظ سے علامہ عینی کی شرح فوقیت رکھتی ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں بھی بعض مباحث زیادہ ہیں، جو حافظ ابن حجر کے ہاں نہیں ہیں، لیکن ان سب کے باوجود بھی اگر دیکھا جائے بحیثیت مجموعی تو انصاف کی بات یہ ہے کہ لا ہجر بعد الفتح یعنی فتح الباری کا مقابلہ کوئی شرح نہیں کر سکتی۔(33)

مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

شرح الحافظ افضل الشروح باعتبار صنعة الحديث والاعتبار وحسن التقرير واتساق النظم وبيان المراد، واما شرح العينى فاحسنها للالفاظ شرحا واتمها تفسيرا واكثر لنقول الكبار جمعا لكنه منتشر، ليس في اتساق النظم كالحافظ رضى الله عنه۔(34)

فقہ الحدیث میں علامہ عینی کا درجہ زیادہ واضح ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱)العسقلانی، حافظ ابن حجر، انباء الغمر بابناء العمر، المجلس الاسلامی لشؤن الاسلامیۃ، القاہرۃ،۱۹۶۹ء۔۱۱۷/۱)

(۲)النجوم الزاہرۃ فی ملک مصر والقاہرۃ، جمال الدین ابو المحاسن یوسف بن تغری الاتابکی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ط اولیٰ ۱۹۹۲ء۱۵/۵۳۲؛ نظم العقیان فی اعیان الاعیان، جلال الدین عبد الرحمن السیوطی، مکتبۃ العلمیۃ بیروت، ط س۔ن۔۴۵)

(۳)الدرر الکامنۃ فی اعیان المءۃ الثامنۃ، حافظ ابن حجر عسقلانی، المکتبۃ الشاملۃ؛ انباء الغمر بابناء العمر، حافظ ابن حجر عسقلانی، المجلس الاسلامی لشؤن الاسلامیۃ، القاہرۃ، ۱۹۶۹ء۳/۴۵۔؛ شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، عبد الحئ بن احمد حنبلی، دار ابن کثیر دمشق، ۱۴۰۶ھ،۷/۲۷۰)

(4)انباء الغمر ۲/۲۲؛الدرر الکامنۃ ۱/۱۱؛الضوء اللامع ۶/۱۰۰؛حسن المحاضرہ ۱/۴۳۸؛الضوء اللامع ۱/۱۷۳؛انباء الغمر ۲/۳۰۹،۲۷۵،۱۱۷،۱۱۲)

(5)الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی، منشورات دار المکتبۃ الحیاۃ بیروت، ط س۔ن۔ ۲/۸؛ نظم العقیان فی اعیان الاعیان، جلال الدین عبد الرحمن السیوطی، مکتبۃ العلمیۃ بیروت، ط س۔ن۔ ۱۲۲؛البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، محمد بن علی الشوکانی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ط اولیٰ ۱۹۹۸ء۔ ۲/۱۸۴)

(6) تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری، حافظ ابن حجر عسقلانی، المکتبۃ الاثریۃ، سانگلہ ہل، ط س۔ن، ملخص ۱/۶۳؛ الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی، منشورات دار المکتبۃ الحیاۃ بیروت، ط س۔ن۔ ۲/۳۹؛المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی، جمال الدین ابو المحاسن یوسف بن تغری الاتابکی، الہیءۃ المصریۃ العامۃ لکتاب، ۱۹۸۴ء۔ ۳/۸۷)

(7)مقدمہ تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری، تحقیق سعید عبد الرحمن موسی قزقی، ملخص، المکتبۃ الاثریۃ، سانگلہ ہل، ط س ن۔ ۱/۱۷۴ تا ۲۱۲)

(8)لامع الدراری ۱۲۷/۱؛حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاہرۃ، جلال الدین السیوطی، دار احیاء الکتب العربیۃ، عیسی البابی الحلبی وشرکاہ، ط اولی ۱۹۶۷ء۔ ۱/۳۶۶؛الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی، منشورات دار المکتبۃ الحیاۃ بیروت، ط س۔ن۔ ۳/۷۱)

(9)الضوء اللامع للسخاوی، ۱۳۱/۱۰؛ معجم البلدان، شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الحموی، دار صادر بیروت، ط ۱۹۷۷ء، ۴/۱۷۶)

(10)عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان، ۲۸۷/۲۶ ترجمہ والدہ)

(11)عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان، بدر الدین محمود العینی، الہیءۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، ط ۱۹۹۲ء۔ ۲۸۷/۲۶)

(12)الضوء اللامع، ۲۳۴/۴:۱۵۶/ عقد الجمان ۲۳/۲۸؛مقدمہ عمدۃ القاری للکوثری ۸)

(13)عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان، بدر الدین محمود العینی، الہیءۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، ط ۱۹۹۲ء۔ ۲۶/۴۳۵)

(14)الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی، منشورات دار المکتبۃ الحیاۃ بیروت، ط س۔ن۔ ۲/۴۰؛ حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاہرۃ، جلال الدین السیوطی، داراحیاء الکتب العربیۃ، عیسی البابی الحلبی وشرکاہ، ط اولی ۱۹۶۷ء۔ ۱/۳۶۶؛ مقدمہ عمدۃ القاری للکوثری، ۸)

(15)المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی، یوسف بن تغری الاتابکی، الہیءۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، ۱۹۸۴ء۔ ۸/۳۵۳؛ الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی، منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ بیروت، ط س۔ن، ۱۰/۱۳۳)

(16)بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث، صالح یوسف معتوق، دارالبشائر الاسلامیۃ بیروت، ط اولی ۱۹۸۷ء، ص ۸۵ تا ۱۲۳)

(17)بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث، صالح یوسف معتوق، دارالبشائر الاسلامیۃ بیروت، ط اولی ۱۹۸۷ء، ۱۲۵)

(18)الضوء اللامع ۲۳۴/۷؛ بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث، صالح یوسف معتوق، دارالبشائر الاسلامیۃ بیروت، ط اولی ۱۹۸۷ء، ۱۴۵)

(19) العینی، بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط اولیٰ ۲۰۰۱ء۔ ۱/۳)

(20)عمدۃ القاری ۶/۱۲)

(21)عمدۃ القاری ۵/۱۵؛ فتح الباری ۲/۱۱)

(۲۲)عمدۃ القاری ۵/۱۳؛ فتح الباری ۲/۹)

(23)عمدۃ القاری ۵/۱۸؛ فتح الباری ۲/۱۴)

(24)درس بخاری مفتی محمد تقی عثمانی، ۱۳۱/۱)

(25)درس بخاری، مفتی محمد تقی عثمانی ۱۳۴/۱)

(26)درس بخاری، مفتی محمد تقی عثمانی ۱۳۴/۱)

(27)الضوء اللامع للسخاوی، ۱۰/۱۳۳)

(28)انتقاض اعتراض ۶ بحوالہ بدرالدین عینی واثرہ فی علم الحدیث ۲۴۶)

(29)مقدمہ از کوثری عمدۃ القاری ۱/۹)

(30)بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث ۲۴۸)

(31) ملخص درس بخاری، مفتی محمد تقی عثمانی، ۱/۱۳۰)
(32) فیض الباری علی صحیح البخاری ۱/۳۸، مطبع دارالمامون بشبرا، القاہر، ۱۳۵۷ھ)
(33) درس بخاری، مفتی محمد تقی عثمانی ۱/۱۳۴)
(34) فیض الباری علی صحیح البخاری ۱/۳۸، مطبع دارالمامون بشبرا، القاہر، ۱۳۵۷ھ)

****